تفسیر معینی

گیارھویں صدی ھجری کی فارسی تفسیر القرآن کا مخطوطہ

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی

اگرچہ قرآن کریم کی تفسیر اور فارسی زبان میں ترجمہ کی شہرت الامام الشاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ العزیز کے ترجمہ و حاشیہ سے ہوئی مگر تاریخ تفسیر و ترجمہ دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت شاہ صاحب سے بھی پہلے فارسی زبان کو قرآنی ترجمہ و تفسیر کا شرف حاصل ہو چکا تھا۔ ذیل میں فارسی زبان کی تفسیر معینی کا مختصر سا تعارف درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ یہ تفسیر معینی ۱۲ × ۱۶ انچ کاغذ کے ۶۲۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ میں جلی قلم کی ۲۵ سطور ہیں قرآنی آیات لال سیاہی سے اور ترجمہ و تفسیر کالی سیاہی سے زمانۂ سابق کی طرح لکھی ہوئی ہیں حاشیہ سنہری لکیروں کا ہے سورتوں کا نام نیلگوں رنگ سے لکھے گئے ہیں اور سورتوں کے نام کے ساتھ صرف آیات کی تعداد لکھی گئی ہے۔ رکوع کا ذکر نہیں۔

۲۔ یہ تفسیر متوسط بیان پر مشتمل ہے ترجمہ آیات کے ساتھ ہی مختصر سی تفسیر کر دی گئی ہے اور کسی جگہ تفصیل سے بھی کام لیا گیا ہے۔

۳۔ اس تفسیر کے مولف خواجہ معین الدین ہیں، جن کے متعلق حدائق الحنفیہ یوں رقمطراز ہے:۔

> خواجہ معین الدین بن خواجہ محمود نقشبندی کاشمیر کے علماء کبار اور مشائخ نامدار میں سے اتباع شریعت و ترویج شریعت و ترفیع بدعت اور زہد و تقویٰ میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے تمام علماء و صلحاء وقت آپ کی تحریر و تقریر کو قبول کرتے اور نوادر و نوازل میں آپ کے پاس رجوع لاتے تھے۔ اور بڑے بڑے علماء کاشمیر

مثلاً ملا محمد طاہر کشمیری خلف مولانا حیدر علامہ و ملا ابوالفتح کلو و ملا یوسف مدرس و مفتی محمد طاہر و مولانا عبدالغفور و مولانا مفتی شیخ احمد وغیرہ جو کاشمیر میں علم شریعت کا کھرا کرتے تھے۔ آپ کے خدا فرمان پر سر رکھتے اور احکام ریاست و عدالت میں آپ سے فتویٰ طلب کرتے تھے آپ نے علمائے وقت کی درخواست سے کتاب فتاویٰ نقشبندیہ اور کنز السعادۃ علوم شریعت و طریقت میں تصنیف کیں۔ اور ایک کتاب فارسی دلچسپ میں الموسوم برسالہ رضوانی دربارہ خوارق و کرامت والد بزرگوار تالیف کی وفات آپ کی ۱۰۸۵ھ میں ہوئی۔

حدائق الحنفیہ میں اگرچہ خواجہ معین الدین کاشمیری کی مؤلفات میں تفسیر معینی کا ذکر نہیں۔ مگر تفسیر معینی کے دیباچہ میں مفسر مرحوم نے اپنی اس تفسیر کی ترتیب اور تالیف کو سب سے آخری بتایا ہے اس لئے ہوسکتا ہے یہ تفسیر زیادہ مشہور نہ ہوئی ہو۔ تفسیر کے دیباچہ میں ہے۔

چنانچہ در حق این فقیر منت نہادہ کہ درمیان سہ، چہار سال در ترتیب دادن مصنفات شریف در رسائل فخیمہ توفیق داد و بانجام رسانید چنانکہ انتخاب کردن تمام کتاب صحیح بخاری مع اکثر کتاب صحیح مسلم و بعضی از کتاب جامع ترمذی این است کہ ہرگاہ کتب صحیحہ را حذف اسانید کردہ در اختصار کردن از احادیث صحیحہ مکررہ سعی جمیل نمودہ شد و بعد از فراغ ازاں در تفسیر زبدۃ التفاسیر من جہد المعین جد و اجتہاد نمودہ شد الحمد للہ والمنۃ کہ بآں تمتع یافتہ در علم فقہ کتابی گفتہ شد کہ جامع ہمہ فتاویٰ است و آں را فتاویٰ نقشبندیہ من خزائن فقہ المعینیہ نام نہادہ شد (تفسیر معینی ص ۳)

مفسر نے اس تفسیر کے مقدمہ میں اپنے مرتبہ فتاویٰ نقشبندیہ کی تصریح فرمادی اور اسی طرح علم سلوک میں مرتبہ رسالہ کی بھی تصریح فرمادی۔ نیز مفسر کی وفات کا سال ۱۰۸۵ھ ہے اور اس تفسیر کا سن تکمیل ۱۰۷۳ھ ہے۔

بہرکیف اس مخطوطہ کے متعلق یہ باور کرنے کا پورا جواز ہے کہ یہ تفسیر فتاویٰ نقشبندیہ کے مرتب فاضل معین الدین ہی کی مرتبہ ہے۔

یہ تفسیر تفاسیر سابقہ کا نچوڑ ہے جیسا کہ مفسر نے تمہید میں فرمایا۔

"تفسیر خیر الکثیر کہ مستنبط است از کتب معتمدہ صحیحہ کہ تفسیر معالم التنزیل است
و تفسیر مدارک و تفسیر زاہدی و جامع البیان و قاضی بیضاوی وغیرھا۔ الخ"

یہ تفسیر اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں مرتب ہوئی جس کا ذکر مفسر نے مقدمہ میں یوں فرمایا

"این ہمہ توفیق نفائل و تکمیل مآرب محض از آثار و یمن انوار سلطنت سلطان وقت
و برہان ملت .... دیوان عظمت شاہ عالمگیر بہادر اورنگ زیب۔ الخ"

اس تفسیر کی ابتدا میں بسم اللہ الرحمن الرحیم سے پہلے اسم الٰہی سے استمداد کرتے ہوئے ھوالمعین تحریر فرمایا آپ نے کلام منظوم میں اس تفسیر کو تفسیر معینی کا نام دینے کی وجہ یوں بیان فرمائی۔

بحمد اللہ کہ یزدان جہاں دار — عطا کردم را فضلی بہ یکبار
نہ جہدی کردہ ام در پیش استاد — بشادی نبردہ ام رنج بسیار
بسا تصنیف از من گشت ظاہر — بباطن داد حق توفیق این کار
قناد اکردم دلشرح القرآن ہسم — نمودم بہر خود یاران غمخوار
شدہ این شرح قرآن تا بشش ماہ — تمام از فیض عام رب غفار
نخستیں ابتدائش در رجب شد — شدہ آخر در محرم نسخہ تیار
مرا در واقعہ این امر کردہ — زحکم حق بزرگی در شب تار
بخوابم نام این تفسیر دادند — بیادم ماند خود کردند بیدار

اشعار مسطورہ بالا میں اس تفسیر کی ابتدائے تالیف اور تاریخ اختتام بھی بیان فرمادی اور ساتھ ہی اس کا نام معینی رکھنے کی وجہ بھی بیان فرمادی کہ اگرچہ مفسر کا نام معین الدین ہے مگر تفسیر معینی کا یہ نام اشارہ غیبی سے تجویز ہوا۔ جس کا القاء مصنف کے دل و دماغ پر خواب میں ہوا۔ مؤلف کے والد ماجد صوفی اور سالک تھے ان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مؤلف کا نام معین الدین تجویز کرنے میں بھی تفاؤل تھا۔ جیسا کہ اسی تفسیر کے مقدمے میں فرماتے ہیں۔

بندہ عرض کردم استعداد ندارم گفتند نفس ما را پاس دارد نام ترا معین نہادہ ایم

دریں اسم خاصیت است۔"

اور یہی خواہش تفسیر کے مرتب کرنے کی موجب ہوئی۔ فرمایا۔

بندہ دریں تفسیر معذور بودم المامور معذور۔

اس تفسیر کا طرز تحریر یوں ہے کہ آیت یا چند آیات کا ترجمہ کیا جاتا ہے اور پھر اس کی تفسیر و تاویل کی جاتی ہے جس میں زیادہ تر احکام القرآن کے طرز میں بحث کی جاتی ہے اور اس میں مفسر اپنی دوسری مصنفات کا حوالہ دیتے ہیں مثلاً فرمایا۔

وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم وحرام کردہ شدہ زنان پسران شما آں پسراں کہ از پشت شما اند بخلاف زن پسر خواندہ کہ آں حلال است ....

مصنف شرح القرآن معنی آوردہ است در فتاویٰ نقشبندیہ و خزائن فقہ المعینیہ مسائل چندکہ ترجمہ اش اینست در نسب دوازدہ عورت است کہ نکاح آں حرام موبد است الخ

تفسیر کے آخر میں یہ تحریر ثبت ہے۔

قد وقع الفراغ من تصنیف شرح القرآن بعد ستۃ اشہر زید علیہ ....

وسط یوم الثلثاء من اول ...... السبعین بعد الف حول حول ہجرۃ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم الخ۔

فی الحال اسی قدر اجمالی تعارف پیش ہے ان شاء اللہ تفصیلی تبصرہ اس تفسیر پر عنقریب پیش کر دیا جائیگا۔ واللہ الموفق۔

○